© rasailojaraid.com

بچوں کی تعلیم و تربیت
اسلامی تعلیمات اور نفسیات کی روشنی میں

سعید احمد

ماں باپ بننے کے بعد والدین کا سب سے اہم اور بڑا فرض بچہ کی عمدہ تعلیم و تربیت ہے۔ ان کا یہ فرض صرف اس لئے نہیں ہے کہ وہ بچہ اُن کا بچہ ہے اور اگر بڑا ہو کر وہ اچھا ثابت ہوگا تو اس سے اُن کا نام روشن ہوگا اور انھیں آرام پہنچے گا۔ بلکہ اُن کا یہ فرض اس لئے ہے کہ بچہ خدا کی طرف سے اُن کے پاس ایک امانت ہے جس کی عمدہ طریقہ پر نگہداشت اور دیکھ بھال ان کا فرض ہے۔ اسی طرح قوم کا اور انسانی سوسائٹی کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے بچہ کی اعلیٰ تعلیم و تربیت ماں باپ کا ایک قومی اور انسانی فریضہ بھی ہے۔ بچہ کا ذہن اور اس کا دل ودماغ ایک سادہ سپید کاغذ کی طرح ہیں کہ اس پر ابتداءً آپ جو نقش قائم کردیں گے وہ اس پر مرتسم ہو جائے گا اور آخر وقت تک رہے گا۔ خدا نے انسانی فطرت میں خیر و شر اور نیکی اور بدی دونوں کی صلاحیت اور قابلیت رکھی ہے۔ یہ صلاحیت ماحول اور تعلیم و تربیت کے اثر سے ابھرتی ہے۔ ماحول اور تعلیم و تربیت اگر دونوں اچھے ہیں تو نیکی اور اچھے کام کرنے کی صلاحیت پروان چڑھے گی اور بار بار کی مشق و تکرار سے ایک دن وہ اس درجہ پختہ اور مضبوط ہو جائیگی کہ اس کے بعد اگر مخالف ماحول بھی ملے تو اس پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ اور وہ چٹان کی طرح اپنے عادات و اطوار پر قائم رہے گا۔ اسی کو عام بول چال میں کیرکٹر کہتے ہیں۔

لیکن اگر بدقسمتی سے بچہ کو ماحول خراب اور تعلیم و تربیت ناقص ملی ہے تو کسب شر اور برے کام کرنے کی استعداد کو نشو و نما پانے کا موقع ملیگا اور پھر نتائج نہایت افسوسناک اور تباہ کن ہوں گے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۔ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا۔ (شمس)

پھر اللہ نے نفس میں بدی اور نیکی دونوں کی صلاحیت ودیعت کردی وہ شخص جس نے (اعمال نیک کے ذریعہ) اس کو سنوار لیا وہ کامیاب رہا اور جس نے اس کو (اعمال بد کرکے) مٹی میں ملا دیا وہ ناکام رہا۔

تعلیم و تربیت کی اہمیت

اس بنا پر جو ماں باپ اولاد کی تعلیم و تربیت سے بے پرواہی اور غفلت کرتے ہیں وہ جس طرح اللہ اور اس کے رسول کے گناہگار ہیں۔ قوم اور انسانیت کے بھی شدید ترین مجرم ہیں ذرا غور کیجئے اگر آپ کا ایک بیٹا آپ کی غفلت اور کوتاہی کے باعث صالح تعلیم و تربیت سے محروم رہا تو اس کا اثر کہاں تک پہنچتا ہے؟ اس کا نتیجہ یہی نہیں ہوگا کہ ایک شخص یا سوسائٹی کا فرد واحد بد ہے۔ بلکہ مشہور ہے ایک سڑی مچھلی پورے تالاب کو گندہ کردیتی ہے۔ یہ شخص تو خود بد ہوگا ہی لیکن اس کے اثر سے اس کی اولاد، اس کے ساتھی، اس کے پڑوسی، پھر اولاد کی اولاد ان سب میں بدی اور گناہگاری کے جراثیم سرائیت کر جائیں گے اور چونکہ ان سب کا سرچشمہ آپ کی ذات ہوگی اس بنا پر ان تمام برے اعمال و افعال کی پاداش سے آپ نہیں بچ سکتے۔

خشتِ اول چو نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

حضرت آدمؑ کے ایک بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کرکے اس فعل بد کی رسم جاری کردی تو قرآن نے کہا

كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا۔

ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم لگا دیا ہے کہ جو شخص کسی ایک جان کو بغیر کسی جان کے یا زمین میں فساد کے بغیر قتل کرتا ہے اس نے گویا تمام لوگوں کو مار ڈالا۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے۔

قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا ۔ تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر تمہارے اہل وعیال برے اعمال وافعال کی وجہ سے دوزخ میں جارہے ہیں تو اس کا اصل سبب یہ ہے کہ تم نے عمدہ تعلیم و تربیت کے ذریعہ انھیں اعمالِ صالحہ کا خوگر نہیں بنایا اور گویا اس طرح تم نے ان کو دوزخ سے بچانے کی کوشش نہیں کی۔

پھر چونکہ اولاد ماں باپ کا نمونہ ہوتی ہے۔ اس لئے اگر اولاد بد ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ماں باپ خود بد ہیں اور اگر اولاد نیک ہے تو یہ اس کی نشانی ہے کہ ماں باپ بھی نیک ہیں۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں فرمایا گیا۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہے۔

فتنہ کے معنی عام طور پر اردو زبان میں فتنہ کا لفظ جس معنی میں بولا جاتا ہے لوگ سمجھتے ہیں کہ اِس آیت میں بھی فتنہ سے وہی معنی مراد ہیں۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ عربی زبان میں فتن کے معنی آزمانے کے ہیں۔ فتنہ اسی سے مشتق ہے اور اس کے معنی ہیں وہ چیز جس کے ذریعہ کسی کو آزمایا جائے۔ اس بنا پر آیت کے معنی یہ ہوئے کہ خدا اموال در اولاد کے ذریعہ تم کو آزماتا ہے اور یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اموال کے کسب وصرف اور اولاد کی تعلیم و تربیت کے متعلق اس نے تم کو جو احکام بتائے ہیں تم ان کی پابندی کتنی اور کس حد تک کرتے ہو۔ گویا تمہارے اموال اور اولاد ایک آئینہ ہے جس میں خود تمہاری نیکی اور بدی کی شکل نظر آتی ہے۔ ایک ترازو ہے جس میں خود تمہارے اچھے برے اعمال کا وزن کیا جاتا ہے۔

عمدہ تعلیم و تربیت کا مفہوم اس موقع پر یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ "عمدہ تعلیم و تربیت" سے مراد کیا ہے؟ یہ ظاہر ہے کہ انسان کی زندگی جسم اور روح ان دونوں کے اتصال و ربط پر موقوف ہے۔ اس بنا پر صحیح معنی میں زندہ وہ شخص ہوگا جس کا جسم اور روح دونوں تندرست ہوں اور ان میں سے کوئی بیمار نہ ہو یعنی جس طرح جسم کو کسی قسم کا کوئی جسمانی اور مادی دکھ اور آزار نہ ہو۔ اسی طرح اس کی روح کو بھی کسی قسم کی کوئی بیماری نہ ہو جو برے اخلاق۔ برے عقائد وافکار اور برے اعمال وافعال کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد دوسرا مرتبہ اس شخص کا ہے جس کا فقط جسم تندرست ہو اور روح بیمار ہو، یا صرف روح تندرست ہو اور جسم مریض ہو۔ لیکن چونکہ روح پائیدار ہے اور جسم فنا ہو کر مٹی میں ملجانیوالا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

روح اصل ہے اور جسم فرع اس بنا پر ان دونوں شخصوں میں سے دوسرا شخص جس کی روح تندرست ہے مگر جسم بیمار ہے پہلے کی نسبت زیادہ بہتر اور افضل ہے۔

پس عمدہ تعلیم و تربیت کا مفہوم اور مطلب یہ ہے کہ بچہ کی شروع سے اس طرح پرورش کی جائے کہ ایک طرف وہ جسمانی اعتبار سے مضبوط اور توانا ہو چست اور مستعد ہو۔ کسی مرض کا شکار نہ ہو اور زندگی کی جدوجہد میں پورے طور پر حصہ لینے کا حوصلہ رکھتا ہو اور دوسری جانب اس کی روح بھی صحت مند ہو، اچھے اخلاق، پاکیزہ اعمال و افعال اور نیک عقائد و افکار کی وجہ سے روح پر بیماری کا کوئی اثر نہ ہو، بچہ کی تعلیم و تربیت میں ان دونوں باتوں کا خیال رکھنا نہایت ضروری اور بحکم خداوندی ہمارا فرض ہے اور اس میں کسی ایک چیز سے بھی غفلت برتنا شدید معصیت اور سخت گناہ ہے۔

قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت کے علاوہ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کے پاس ایک غریب عورت آئی۔ دو چھوٹی بچیاں اس کے ساتھ تھیں۔ حضرت عائشہؓ کے پاس اس وقت کوئی اور چیز نہ تھی۔ ایک کھجور زمین پر پڑی ہوئی تھی وہی اٹھا کر عورت کو دیدی۔ عورت نے اس کے برابر برابر دو ٹکڑے کرکے انھیں بچوں میں تقسیم کردیا اتنے میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لے آئے۔ حضرت عائشہؓ نے آپ کو پورا واقعہ سنایا تو ارشاد ہوا "جس کو خدا اولاد کی محبت عطا فرمائے اور وہ ان کا حق بھی بجا لائے وہ دوزخ سے محفوظ رہے گا۔"

ہماری افسوسناک غفلت لیکن نہایت افسوس اور بڑے شرم کی بات ہے کہ یہ فرض جتنا اہم اور ضروری ہے۔ ہم اسی قدر اس سے غافل اور بے پروا ہیں۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ ہماری نسلیں روز بروز تباہ و برباد ہوتی چلی جارہی ہیں اور ہمارا نیا آنے والا دن گذشتہ روز سے کہیں زیادہ بھیانک اور ڈراونا ہوتا ہے۔ اخلاقی، روحانی، معاشی اور معاشرتی۔ اقتصادی اور سیاسی ہر اعتبار سے ہماری حالت روز بروز بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ ہم میں بہت سے والدین ہیں جو اپنے بچوں کی جسمانی تربیت سے متعلق اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہیں۔ وہ اُن کو اچھا کھلاتے پلاتے ہیں اُن کے دکھ درد کا خیال رکھتے ہیں۔ انھیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آرام پہنچانے کے لئے خود تکلیفیں اٹھاتے اور سختیاں جھیلتے ہیں، پھر حسب استطاعت جب وہ بڑے ہو جاتے ہیں تو انھیں کوئی کام سکھا کر کسی پیشہ کی تعلیم دیکر یا لکھنے پڑھنے کا سامان مہیا کر کے اُن کے لئے معاش اور روزی پیدا کرنے کا بھی بندوبست کرتے ہیں لیکن جیسا کہ آپ کو ابھی معلوم ہوا، اگر والدین اپنے فرض کو اولاد کی صرف جسمانی تربیت اور پرورش تک ہی محدود سمجھتے ہیں تو یہ ان کی بہت بڑی غلطی اور بھول ہے۔ اور ایک ایسا گناہ ہے جس پر قیامت میں اُن سے شدید باز پرس ہوگی۔

ہر ماں اور باپ کو جو مسلمان ہیں اور خدا اور رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور قیامت میں اچھے اور برے اعمال کا جو بدلہ ملے گا اور جس کا قرآن مجید میں صاف صاف بارہا تذکرہ آیا ہے۔ اُن پر اعتقاد بھی رکھتے ہیں۔ ان کو ٹھنڈے دل و دماغ سے ایک لمحہ کے لئے یہ سوچنا چاہئے کہ ان کی اولاد اُن کے دل و جگر کے ٹکڑے ہیں۔ ابو تمام نے کیا خوب کہا ہے۔

وانّما اولادُنا بینَنَا اکبادُنا تمشی علی الارض

لو ھبّت الریح علی بعضہم لامتنعت عینی من الغمض

ترجمہ:- ہماری اولاد ہمارے درمیان ہمارے جگر ہیں جو زمین پر چلتے ہیں اگر ان میں سے کسی پر ہوا [illegible] جائے تو میری آنکھ جھپک تک سے محروم ہو جاتی ہے۔

اس بنا پر اگر اُن کے سر میں درد بھی ہوتا ہے یا بخار بھی آتا ہے تو وہ بے چین و بے قرار ہو جاتے ہیں اور ان کے علاج کی سو تدبیریں کرتے ہیں۔ لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اگر ان کی اولاد نماز نہیں پڑھتی روزہ نہیں رکھتی، شریعتِ اسلام کے اور دوسرے احکام و اوامر کی پابندی نہیں کرتی۔ اخلاقی جرائم کے ارتکاب میں اس کو پس و پیش نہیں ہوتا۔ فسق و فجور کی زندگی بسر کرتی ہے تو ان سب باتوں کا ان کے دل پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور اگر ہوتا بھی ہے تو کم از کم اتنا نہیں ہوتا جتنا کہ اُس وقت ہوتا ہے جبکہ اولاد آگ کی ایک جلتی ہوئی چنگاری اپنے ہاتھوں پر اٹھالے، کنوئیں میں گر پڑے، یا بے احتیاطی کے باعث کسی مہلک اور خطرناک بیماری کا شکار ہو جائے۔ پس دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو انھیں یوم آخرت کی جزا و سزا کا یقین کامل اور سچا اعتقاد نہیں ہے اور اس بنا پر اگر ان کی اولاد احکام الٰہی سے سرتابی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اختیار کرکے اپنے لئے عذابِ اخروی کا سامان کرتی ہے تو انھیں اس کی پروا نہیں ہوتی اور وہ اپنی اولاد کو اُن سے باز رکھنے کے لئے ایسی کوشش نہیں کرتے جیسی کہ وہ اپنی اولاد کی جسمانی صحت و تندرستی کی بقا کے لئے کرتے ہیں۔ اور اگر واقعی ایک سچے اور پکے مسلمان کی حیثیت سے ان کو یوم آخرت کی جزا اور سزا کا یقین ہے تو پھر سخت حیرت ہے کہ وہ کس طرح اس کو گوارا کر لیتے ہیں کہ ان کی اولاد روحانی اور اخلاقی تربیت نہ ہونے کی وجہ سے جہنم کا انگارہ اور دوزخ کا ایندھن بنے۔ اخروی تکلیف اور اذیت دنیوی تکلیف اور اذیت سے کہیں زیادہ شدید ہوگی۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ اولاد اگر کسی دنیوی تکلیف میں مبتلا ہو، یا کوئی ایسا کام کرے جس کا لازمی نتیجہ بیماری، ہلاکت یا کوئی اور جسمانی آزار ہو تو ماں باپ تڑپ اٹھتے ہیں اور ہزار جتن کرتے ہیں کہ اولاد کوئی ایسا کام نہ کرے۔ لیکن یہی اولاد اگر گمراہی کے راستہ پر گامزن ہو جس کا نتیجہ آخرت میں قہرِ خداوندی کی شکل میں ظاہر ہو سکتا ہے تو اُن کے دل میں اس کی اتنی چبھن اور تکلیف نہیں ہوتی۔ خدا اور رسول نے جو کچھ فرمایا ہے وہ حق ہے اور پھر قانونِ مکافاتِ عمل بھی فطرت کا ایک اٹل قانون ہے۔ اُس سے اپنے حق میں یا اپنی اولاد کے حق میں تغافل برتنا دین و دنیا میں ایک عظیم خسارہ اور نقصان کا باعث ہو سکتا ہے۔

گندم از گندم بروید جو زجو   از مکافاتِ عمل غافل مشو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب جن کا اسلام قطعی نہیں ہے۔ انھوں نے مکہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ بڑا ظالم و جابر تھا۔ اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا تو انھوں نے کہا "معلوم ہوتا ہے اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی ضرور ہے جہاں انسان کو اپنے اعمال و افعال کا بدلہ ملے گا ورنہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک شخص اتنا بڑا ظالم ہو اور وہ اپنے ظلم کا بدلہ نہ پائے"۔ یہی انسانی فطرت کی وہ پکار ہے جس کو قرآن مجید نے بار بار بیان کرکے انسان میں یوم آخرت کا یقین اور مکافاتِ عمل کا اذعان پیدا کیا ہے چنانچہ فرمایا گیا۔

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا   جو شخص ایک ذرہ کے برابر بھلائی کرے گا وہ
يَرَهٗ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ   اس کا بدلہ پائے گا اور جو شخص ایک ذرہ کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شَرًّا یَّرَہٗ۔ برابر برا کام کریگا وہ اس کا بدلہ پائے گا۔

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ۔ ہر نفس اچھا کرے گا تو اُسے اس کا اجر ملے گا اور برا کرے گا تو اُسے اس پر عذاب ہوگا۔

پھر دنیا میں یہ ممکن ہے کہ ایک شخص چوری کرے اور سزا سے بچ جائے، کسی کو بے گناہ مار دے اور نہ پکڑا جائے۔ مروجہ قانون وقت کی خلاف ورزی کرے اور اس پر عدالت میں مقدمہ نہ چلے۔ کسی شدید جرم کا ارتکاب کرے اور کسی خاندانی یا ذاتی اثر و رسوخ یا سفارش کے باعث اسے اپنے جرم کی پاداش نہ بھگتنی پڑے۔ لیکن آخرت میں ان میں سے کوئی ایک بات بھی نہ ہو سکے گی۔ وہاں نہ خدا کے فرشتوں کو جو کتابتِ اعمال پر مقرر ہیں کوئی جل اور فریب دیا جا سکتا ہے اور نہ خدا کی عدالت میں کسی کا حسب و نسب اور اس کے بزرگوں کے اعمال و افعال سفارش کا کام کر سکتے ہیں ارشاد ہے۔

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ "کوئی نفس ایسا نہیں ہے جس پر فرشتے تعینات نہ ہوں"

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۔ "جب اللہ ان کو جلا اٹھائے گا پھر جیسے جیسے عمل یہ لوگ کرتے رہے وہ اُن کو بتا دے گا اللہ نے اس عمل کو گن رکھا ہے اور وہ اس کو بھول گئے اور اللہ ہر چیز کا نگراں ہے۔"

پھر جب روزِ جزا خدا کی عدالت میں ان کا معاملہ پیش ہوگا تو جس نے جیسا کچھ کیا ہوگا وہ اس کا بدلہ پائے گا۔

فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا۔ جو ہدایت پاتا ہے وہ اپنی ہی جان کے نفع کے لئے ہدایت پاتا ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے وہ اس کے نقصان کے لئے ہی گمراہ ہوتا ہے۔

ایک اور موقع پر ارشاد ہے۔

وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا جو شخص گناہ کرتا ہے وہ اپنی جان کو نقصان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

يَكْسِبُهُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا پہنچانے کے لئے ہی کرتا ہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے

پس اگر ہم مسلمان ہیں اور واقعی اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ قرآن میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ سر بسر حق ہے اور اس میں بال برابر تاویل و توجیہ اور شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے تو پھر ہماری یہ غفلت کس درجہ افسوسناک اور ہماری محبت پدری و مادری کس قدر لائق ماتم ہے کہ ہم اپنی اولاد کی چند روزہ زندگی کو مطمئن اور پُر از عافیت و سکون بنانے کے لئے سب کچھ کرتے ہیں لیکن اُن کی ہمیشہ رہنے والی زندگی کو بہتر بنانے کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے۔ دنیا داروں کا کیا ذکر ہے۔ آپ کو بہت سے علماء دین۔ مشائخ کرام اور صلحاء و صوفیا ملیں گے جو خود تقویٰ و طہارت کی زندگی بسر کرتے ہوں گے لیکن ان کی اولاد ان کی بے توجہی کے باعث خراب و خستہ ہوگی۔ فسق و فجور کی زندگی بسر کرتی ہوگی۔ آوارہ گرد اور دینی اعتبار سے نہایت ابتر اور زبوں حال ہوگی۔ تو کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ محض اپنے ذاتی اعمال سے وہ نجات پا جائیں گے اور اولاد سے متعلق اُن سے کوئی باز پرس نہ ہوگی۔ اور اگر بالفرض باز پرس نہیں بھی ہوگی تو ان کی پدرانہ شفقت و محبت اسے کیونکر گوارا کر لیتی ہے کہ ان کی اولاد دوزخ کا کندہ اور جہنم کا انگارہ بنے۔

یہ جو کچھ عرض کیا گیا بظاہر ایک پیش پا افتادہ حقیقت ہے جسے ہر مسلمان جانتا ہے اور غالباً اس بنا پر اس کے متعلق زیادہ کہنے سننے کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ آج ہماری انفرادی اور اجتماعی دونوں قسم کی زندگیوں میں یوم آخرت کا تصور، خدا کا خوف اور جزا و سزا کا اعتقاد اس درجہ مضمحل ہوگیا ہے کہ اب تو یہ الفاظ بھی جلسہائے وعظ کے علاوہ اور کہیں بہت کم سننے میں آتے ہیں۔ ہماری موجودہ تہذیب اور معاشرت ماحول کے گندہ اور بُرے اثرات سے، شعوری یا غیر شعوری طور پر اس درجہ متاثر ہوگئی ہے کہ مسلمان کے فکر و ذہن کی دنیا ہی یکسر منقلب ہوگئی اور جن تصورات پر اسلامی زندگی کی عمارت کو قائم ہونا چاہئے تھا اُن کی بنیاد اب اس درجہ کھوکھلی ہوگئی ہے کہ پوری عمارت کو ہی گھن لگ گیا ہے۔ پھر یہ اثرات اتنے ہمہ گیر اور وسیع ہیں کہ ان سے نہ تعلیم یافتہ طبقہ محفوظ ہے اور نہ وہ لوگ جو تعلیم کی نعمت عظمٰی سے محروم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب سے بیس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پچیس برس پہلے کے علماء، سوداگر، پروفیسر، وکیل، رئیس، حکیم اور دوسرے طبقہ کے لوگوں کا آج کے انھیں لوگوں سے مقابلہ کیجئے تو ایک عظیم فرق نظر آئے گا۔ آپ تلاش کریں گے تو معلوم ہوگا کہ اس فساد اور خرابی کا سرچشمہ گھر کے باہر نہیں۔ بلکہ اندر ہے اور وہ بھی اُس گہوارۂ تربیت میں ہے جس میں نئی نسل کے جوان لڑکے اور لڑکیاں پل بڑھ کر عمرِ شباب کو پہنچے ہیں۔ اس بنا پر سب سے مقدم اور ضروری یہ ہے کہ ہم اسلامی زندگی سے متعلق اپنے بنیادی عقیدہ کو استوار کریں اور اس کی اہمیت کو محسوس کر کے اس پر اپنے افکار و اعمال کی عمارت کھڑی کریں۔

(باقی آئندہ)

مولانا آزاد کی تازہ ترین علمی اور ادبی تصنیف

غبارِ خاطر

مولانا کے علمی اور ادبی خطوط کا دلکش اور عنبر بیز مجموعہ۔ یہ خطوط موصوف نے قلعہ احمد نگر کی قید کے زمانہ میں اپنے علمی محبِ خاص نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی کے نام لکھے تھے جو رہائی کے بعد مکتوب الیہ کے حوالے کئے گئے۔ اس مجموعے کے متعلق اتنا کہدینا کافی ہے کہ یہ مولانا ابوالکلام جیسے مجمعِ فضل و کمال کی تالیفات میں اپنے رنگ کی بے مثال تراوشِ قلم ہے، ان خطوط کے مطالعہ کے بعد مصنف کے دماغی پس منظر کا مکمل نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے سطر سطر موتیوں سے ٹکی ہوئی ہے۔ قیمت مجلد خوبصورت گرد پوش چار روپے۔

مکتبہ برہان دہلی قرول باغ

© rasailojaraid.com